ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اُردو فلیش فکشن کی ارتقاء و تاریخ کا تحقیقی مطالعہ

THE EVOLUTION AND HISTORY OF URDU FLASH FICTION AND ITS STUDY

عابدہ ہما
اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو
عبدالجبار خان
لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج

Abida Huma
Assistant Professor, department of Urdu
University of Sindh Jamshoro
Humasajidsaleem@gmail.com
Abdul Jabbar
Lecturer, Urdu Department, Government College
jk1977aug@gmail.com

Abstract:
When the history of 'flash fiction' in Urdu literature is explored, many traces of it are found in folk literature, including stories of kings, animal stories, fables, sayings, proverbs, riddles, maxims, parables, idioms and expressions, jokes, etc.This type of literature has been passed down from generation to generation since ancient times for the improvement of human civilization, the increase of intellect and understanding, the reform of social and moral values, and the development of spiritual power. The first example of this type is found in the "Sumerian literature" which is about three and a half thousand years old. Similarly, in about three centuries BC, the name of a great storyteller of India, Vishnu Sharman, is found. He wrote the shortest stories in an allegorical and instructive style in a book called "Panch Tantra" in Sanskrit. In the thirteenth century AD, the books of stories of the famous Persian poets of Iran, Sheikh Saadi Shirazi, "Gulistan Saadi" and "Bustan Saadi", Fariduddin Attar Nishapuri's book "Mantik Al-Tayr" and Maulana Rumi's "Hakayat-e-Rumi" also contain such stories, which are called "Hakayats" in Persian literature, in which the colors of flash fiction are prominent.

Key words: Flash fiction, Fables, Sayings, Proverbs, Riddles, Maxims, Parables, Idioms, Jokes,

انگریزی زبان کی اصطلاح 'فلیش فکشن' کی معنٰی اور مفہوم کو واضح کرنے یا اس کے تعارف کے لیے ایک بہت بڑے درخت مثال دی جاسکتی ہے، جس کے سائے تلے کہانیوں کی بہت سی اقسام آ جاتی ہیں یا ایسا درخت جس کی ہر شاخ ایک مختصر کہانی کی طرح ہے۔ان مختصر کہانیوں میں شارٹ شارٹ اسٹوری، سڈن فکشن، ڈربیل، فکشن-55، ڈریبل، ٹویٹرنچر، پام سائیز اسٹوری، اسموک لانگ اسٹوری، مائیکرو اسٹوری، نینو اسٹوری، سکس ورڈ اسٹوری وغیرہ آ جاتی ہیں۔

لفظ FLASH کی معنٰی اور مفہوم

Flash (Noun)
Shine brightly and suddenly, or to make something shine in this way
Flash: (LITERARY) if someone's eyes flash, they look bright because of the anger or excitement the person is feeling.
To show something for a short time
Flash (Adv/prep) to communicate something quickly, specially using radio or light waves:
Flash (Verb)
No object Shine in a bright but brief, sudden, or intermittent way.
'Lighting flashed overhead'

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

‘An irritating neon sign flashed on and off’
‘A police car with a flashing light’’ (1)

اُردو لغت کے مطابق:

پلک جھپکانا، بجلی کی طرح (خیال) کوند، چمکنا، اچانک، یکایک، چشم زدن میں، بھڑک اٹھنا، شعلہ فشاں ہونا، یکایک نظر آنا، ذہن میں یکایک آنا، کم عرصہ یا لمحہ، بہت جلدی میں، فوری طور پر بھیجی ہوئی خبر، اہم خبر۔(۲)

لغات میں موجود فلیش کی معنیٰ کچھ اس طرح بیان ہیں، جن کے مطابق چمکنا، تیز روشنی کی چمک یا کوئی پیغام پہنچانا، پلک جھپکنا، کوئی خبر آگ کی طرح پھیلنا ،انسان کی اندرونی کیفیت کے مطابق آنکھوں میں چمک آنا۔ کسی بھی لفظ کے دو معنی ہو سکتے ہیں؛ ایک لغوی / لفظی، دوسرا: سماجی / اصطلاحی۔ لغوی یا لفظی معنیٰ میں انگریزی لفظ **Flash** اسم، ظرف، حرفِ جار اور فعل کے طور کام آتا ہے اور لغوی اعتبار سے اس کی معنیٰ چمکنا۔ جلوہ۔ بجلی کی چمک۔ تیز روشنی کا آنکھوں میں پڑنا، جبکہ اصطلاحی معنیٰ میں مختلف زاویوں سے اس کا استعمال ہوتا رہا ہے، جس کی معنیٰ اوپر بیان گئی ہے۔ 'فلیش فکشن' کی اصطلاح میں 'فلیش' لفظ 'فکشن' کے ساتھ مرکب کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اصطلاحی مفہوم کے مطابق لفظ 'فلیش' اپنے اگلے لفظ 'فکشن' کی حیثیت کو واضح کرتا ہے، مزید وضاحت کے لیے ذیل میں لفظ **Fiction** کی معنیٰ اور مفہوم پیش ہیں۔

1.6 لفظ FICTION کی معنیٰ اور مفہوم

Fiction
The class of literature comprising works of imaginative narration especially in prose form.
Something feigned, invented, or imagined; a made-up-story.
An imaginary thing or event, postulated for the postulated for the purposes of argument or explanation.
Origin of fiction
1375-1425; late Middle English<Latin fiction-(stem of fiction) a shaping, hence a feigning, fiction, equivalent to fict (us) molded (past participle of fingere) + -ion- -ion. (3)

فکشن: افسانوی ادب، قصہ، کہانی جو حقیقی نہ ہو۔

لفظ **Fiction** کی معنیٰ اور مفہوم آگاہی کے بعد کچھ مزید پرتیں سامنے آتی ہیں۔ جیسے تصوراتی بیان، خاص طور پر نثر کی صورت میں یا من گھڑت کہانی یا تخیل کی بنیاد پر گھڑی ہوئی بات، ایک خیالی قصہ یا واقعہ جو دلیل یا وضاحت کے لیے بنایا جائے۔ ادب کی نثری صورت، ناول، تصوراتی واقعات کا اظہار، غیر فطری بات، خیالی واقعات پر مشتمل کہانیوں کی کتب اور حکایتی انداز میں لکھے ہوئے افسانے شامل ہیں۔ جب اردو ادب میں 'فلیش فکشن' کی تاریخ کی مطالعہ کیا جائے تو لوک ادب میں اس کے کئی نشانات ملتے ہیں، جیسا کہ بادشاہوں کی کہانیاں، جانوروں کی کہانیاں، حکایت، اقوال، ملفوظات، کہاوتیں، پہلیاں، مقولہ، ضرب المثل، محاورے و اصطلاح، لطیفے، ٹوٹکے و چٹکلے اور نقل و نظیر وغیرہ شامل ہیں۔

اردو میں لوک ادب صدیوں سے مالا مال رہا ہے، جن کے نشانات درج بالا بیان کی گئیں کہانیوں کی اصناف اور اصطلاحات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ عالمی سطح پر 'ٹیلس، فیبلس اور پیربلس' (کہانی، جانوروں کی کہانی اور بادشاہوں کی کہانی) کو فلیش فکشن کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے ادب کی تاریخ اور ارتقاء کی منزل پر الٹے قدم چلتے ہوئے جب ہم فلیش فکشن کے نقوش تلاش کرتے ہیں تو اس طرح کی کہانیاں کئی روپوں میں انسانی تاریخ سے پہلے بھی اپنا وجود رکھتی نظر آتی ہیں۔ اس قسم کا ادب قدیم دور سے لے کر انسانی تہذیب کی بہتری، عقل و فہم کے اضافے، سماجی، اخلاقی اقدار کی اصلاح، روحانی قوت کی نشو نما کے لیے نسل در نسل منتقل ہوتا رہا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ہے۔اس قسم کی پہلی مثال تقریباًساڑھے تین ہزار سال قدیم "سومیری ادب" میں ملتی ہے۔آثارِ قدیمہ میں سے دریافت پکی اینٹوں میں سے ایک تختی پر لکھی "لومڑی اور کتا" کے عنوان سے مختصر ترین کہانی ملی ہے، جس کے بارے میں علمِ انسانیت اور آثارِ قدیمہ کے ماہرین کی رائے ہے کہ یہ کہانی خالصتاً "سومیری دور" کی ہے۔

چھٹی صدی قبل از مسیح میں یونانی ادب میں ایسپ کی حکایتیں بہت مقبول ہوئیں،اس نے یونان کے سفر کے دوران دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں لکھیں جو صدیوں سے اب تک زبان زدعام ہیں۔اکثر ان حکایات میں جانوروں اور پرندوں کو انسانون جیسی حرکتیں کرتے اور بولتے دکھایا گیاہے۔خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حکایتیں بہت پرانی ہیں۔شاید اُس زمانے کی یادگار ہوں جب انسان خود کو جانوروں اور پرندوں کے بہت قریب محسوس کرتے تھے۔(۴) آج دنیا کی شاید ہی کوئی زبان ایسی ہو گی جس میں ان حکایات کا ترجمہ نہ کیا گیاہو،ان مختصر حکایات میں 'فلیش فکشن' کے رنگ نمایاں نظر آتے ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مختصر کہانیوں کا ادب ماضی میں بھی بھرپور اہمیت کا حامل رہاہے۔

اسی طرح تقریباً تین صدی قبل از مسیح میں ہندوستان کے ایک مہا کہانی کار،وشنوشر من کا نام ملتاہے۔جس نے سنسکرت زبان میں 'پنچ تنتر' نامی کتاب میں تمثیلی اور نصیحت بھرے انداز میں مختصر ترین کہانیاں لکھیں،پنچ تنتر کے قصّوں میں زیادہ تر توجہ حکمرانی کرنے اور حکمتِ عملی پر مرکوز ہے لیکن کردار بالعموم جانور اور پرندے دکھائے گئے ہیں۔یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ اس کا ترجمہ دنیا بھر کی تقریباً پچاس سے زیادہ زبانوں میں ہوا ہے۔ان کہانیوں میں فلیش فکشن کے رنگ نمایاں ہیں۔

قدیم ہندوستانی تہذیب میں400 سال قبل از مسیح کے دوران لوک کہانیوں پر مشتمل ضخیم ادبی کتاب "جتاکا کہانیاں" کا ذکر ملتا ہے، جس میں گوتم بدھ کے گزشتہ کئی جنم کی انسانی اور حیوانی روپ پر مبنی پیدائش کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ہندوستان کے اس قدیم پالی زبان کے ادب میں خصوصاً یہ 'جتاکا کہانیاں' اور عموماً اساطیری قصّے اور لوک داستانیں 'فلیش فکشن' کی جھلک دیتے ہیں۔ان مختصر کہانیوں (جتاکا کہانیاں) کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ چھٹی صدی عیسوی میں فارس کے ساسانی دور میں ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کہانیوں کا سنسکرت سے پہلوی زبان (قدیم فارسی) میں ترجمہ کیا جائے، حکم کی تعمیل ہوئی اور ملک کے نامور شاہی طبیب بروزیہ نے ان کہانیوں کا ترجمہ کیا۔

> “Jataka Tales are part of the canon of sacred Buddhist literature, this collection of some 550 anecdotes and fables depicts earlier incarnation. Sometimes as an animal, sometimes as a human…of the being would become siddartha Gautama” (5)

آٹھویں صدی عیسوی میں مشہور عرب ادیب، عبداللہ ابن مقفع نے عربی زبان میں انہی کہانیوں کا ترجمہ 'کلیلہ ودمنہ' نامی کتاب (کہانیوں کے مجموعہ) کی صورت میں کیا، جسے عربی زبان کے افسانوی ادب کے لحاظ سے پہلی کتاب مانا جاتاہے۔ابن مقفع نے اس کتاب میں ایک باب کا اضافہ کیاہے، جس میں اپنی تخلیق کردہ کہانیوں کو شامل کیاہے۔عبداللہ ابن مقفع نے اپنے اس کارنامے کو اُس وقت کے عباسی حاکم، منصور کو تحفے کے طور پر بھیجا۔خلیفہ نے ان کہانیوں کو پڑھ کر یہ سمجھا کہ اِن کہانیوں میں اُس کے اوپر تہمت لگائی گئی ہے،نتیجے میں اس پینتیس سالہ جوان ادیب پر نئے قرآن لکھنے کا الزام لگا کر مار ڈالا۔کتاب 'کلیلہ ودمنہ' اسلوب کے لحاظ سے یہ پہلا شاہکار ادب ہے، جس میں 'کہانی سے کہانی' کے فن نے بامِ عروج حاصل کیا،بعد میں 'الف لیلۃ ولیلۃ' جیسا شاہکار ادب تخلیق ہوا۔

تیرہویں صدی عیسوی میں ترکی کا مشہور مسخرہ ملا نصیر الدین ایک عقل مند، حاضر جواب اور عالم فاضل شخص تھا،لیکن لوگوں کی اصلاح اور تفریح کے لیے بے وقوف بنا رہتا تھا،اس کے حکایت نما لطیفے بہت مشہور ہیں۔ملا نصیر الدین نے زندگی کے گہرے فلسفے کو ہنسی و مذاق کے رنگ میں پیش کیاہے۔ان کے اس اندازِ بیان نے برصغیر میں بھی بہت مقبولیت حاصل کی۔ان کے کئی لطیفوں میں فلیش فکشن کی جھلک نظر آتی ہے۔

تیرہویں صدی عیسوی میں ہی ایران کے فارسی زبان کے مشہور شعراء شیخ سعدی شیرازیؒ کی حکایات کی کتب 'گلستان سعدی' اور 'بوستان سعدی'، فرید الدین عطار نیشاپوری کی کتاب 'منطق الطیر' اور مولانا رومی کی 'حکایاتِ رومی' بھی اس قسم کی کہانیاں ملتی ہیں، جنہیں فارسی زبان ادب میں 'حکایتوں' کا نام دیا جاتا ہے، جن میں فلیش فکشن کے رنگ نمایاں ہیں۔

بیسویں صدی کے وسط میں اردو ادب میں سعادت حسن منٹو کی کتاب "سیاہ حاشیے" مختصر ترین کہانیوں کا مجموعہ ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

فلیش فکشن کے حوالے سے دنیا بھر کے ادب کا سرسری جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس کی بنیاد کہانی ہے، جو کبھی طوالت کی صورت میں زبانی طور پر قصّہ، داستان یا رزمیہ داستان کا حصہ رہی، کبھی اپنا وجود سمیٹتے ہوئے تحریری طور پر ناول اور ناولٹ کا تو کبھی اپنے سکڑتے وجود کے ساتھ افسانے اور افسانچہ کا خاصہ رہی ہے۔ مطلب کہانی نے نثری ادب کی بدلتی صورتوں میں اپنا وجود قائم رکھا ہے، اس لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ کہانی کیا ہے اور کیسے جنم لیتی ہے؟

کہانی کیا ہے یا کہانی کیسے جنم لیتی ہے؟

کہانی سارے عالم کے نثری ادب کی بنیادی جُزرہی ہے، جو انسان کی پیدائش اور اس کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ ہمیشہ سے موجود ہے۔

"کہانی کا ارتقاء صرف واقعات کا ارتقاء ہی نہیں بلکہ یہ انسان کے ذہنی ارتقاء کا بھی علامیہ ہے۔اس کا آغاز کب اور کن حالات میں ہوا؟اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔البتہ اتنا اندازہ ضرور لگایا جاسکتا ہے کہ یقیناًیہ اس وقت تک ممکن نہ ہو سکا ہو گا،جب تک کہ انسان نے اپنے گرد پھیلی ہوئی کائنات اور مظاہر قدرت سے متعلق سنجید گی سے غور وخوض کرنا شروع نہ کیا ہو گا۔ قرین قیاس ہے کہ یہ اس وقت ہو سکا ہو گا جب اس نے اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے فطرت کے دہشت ناک مناظر کو دیکھتے ہوئے یہ محسوس کیے بنا نہ رہ سکا ہو گا کہ اس کائنات میں صرف وہی ایک مجبور و مقہور اور کمزور نحیف تر مخلوق ہے۔"(٦)

انسانی فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ وہ اپنے روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے معاشرتی مسائل اور سماجی حقائق کو دوسروں تک پہچانا چاہتا ہے۔اس لیے انسان نے سب سے پہلے ایک دوسرے کو کہانی کی صورت میں اپنے حالات اور واقعات سنے اور سنائے، اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ کہانی سننا اور سنانا انسانی سماج کا ادب کے حوالے سے پہلا ستون ہے۔عام طور پر کہانی کے کردار براہِ راست انسانی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں جو معاشرے کے ہر پہلو کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔

ہر کوئی بچپن میں اپنے بزرگوں سے کہانیاں سنتا آیا ہے۔بادشاہ،رانی اور شہزادہ،شہزادی کی کہانی،پری،دیو اور جن بھوتوں کی کہانی سنتا آیا ہے۔جس میں ہمیشہ اچھائی کی برائی پر جیت ہوتی ہے۔ہر کہانی سبق آموز ہوتی ہے،جس سے ایک سبق ملتا ہے۔اس کے علاوہ الفاظ کے ذریعہ اُس دور کی تصویر کھینچی جاتی ہے تا کہ لوگ اس دور کے رسم و رواج،عادات و اطوار اور دیگر چیزوں کے بارے میں جان سکیں۔کہانیاں ہماری تہذیب و ثقافت کا حصہ رہی ہیں۔دنیا کے ہر گوشے میں اور انسانی تہذیب کی ترقی کے ہر دور میں کہانی، قصہ گوئی موجود رہی ہے۔

لازمی نہیں کہ دنیا بھر میں ادب کا آغاز رزمیہ داستان یا اس دور کے بادشاہوں کی فتح وشکست کی کہانیوں سے ہوا ہے، بلکہ دنیا کے کئی حصوں میں ادب کی ابتداء نظم وشعر سے ہوئی۔مثلاً چین میں ادب کی ابتداء میں شعر کہنا صرف شاعروں تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ اعلیٰ عہدوں کے لیے امیدوار کو شعر گوئی کی کسوٹی پر پر کھا جاتا تھا،اور تمام بڑے حکومتی عہدیداروں کے لیے شعر کہنے اور شعر فہمی کی صلاحیت کا ہونا لازمی تھا۔چین سے متاثر ہو کر جاپان میں بھی شاعری کو بامِ عروج حاصل ہوا۔

جب انسان نے لکھنا شروع کیا تو اس نے اپنے خیالات کو درختوں کی چھالوں اور پتوں پر تحریر کرنا شروع کیا،پتھروں پر کنندہ کیا۔کاغذ کی ایجاد کے بعد سارا نقشہ ہی بدل گیا اور عرب میں الف لیلہ کی کہانیاں اسی طرح یکجا کی گئیں۔ادب میں قصے کہانیوں کی دنیا میں انقلاب لانے کا سہرا عرب ممالک کو جاتا ہے۔عربوں نے چین سے کاغذ بنانے کا ہنر سیکھا اور اسے ایک بہت کامیاب کاروبار کے طور پر دنیا بھر میں پھیلایا۔کاغذ کی ایجاد سے پہلے کہانیاں نسل در نسل زبانی ادب کے روپ میں منتقل ہو رہی تھی۔کاغذ کی ایجاد نے ادب کو تحفظ فراہم کیا اور اسے یکجا کرنے کا کام کیا۔پرنٹنگ کی ایجاد نے اسے گھر گھر پہنچایا۔پرنٹنگ کے بعد ناول لکھنے کا رواج پروان چڑھا۔

جوں جوں وقت کے ساتھ تیکنالوجی میں ترقی ہوئی،لوگوں تک ادب کی رسائی آسان ہونے کے ساتھ بڑھ بھی گئی۔اس میں تعلیم کی بڑھتی ہوئی سطح نے بھی اہم اور نمایاں کردار ادا کیا۔ قارئین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگے تو زیادہ کہانیاں لکھنے والے بھی آنے لگے۔ آج مختلف قسم کی کہانیاں لکھنے اور پڑھنے والے موجود ہیں۔ نئی نئی تحریری اصناف وجود میں آنے لگیں۔ کہانیاں، قصّہ گوئی اور داستان گوئی اپنا زبانی روپ بدل کر تحریری اصناف ناول، ناولٹ، افسانہ اور افسانچے کے روپ میں اُبھر کر سامنے آ گئیں۔خاص طور پر خواتین کے لیے ناول بڑے پیمانے پر لکھے جانے لگے۔ غلامی سے نجات پانے کے لیے کئی ممالک نے اپنی آزادی کے لیے جدید ناول کا استعمال کیا۔دراصل سیاسی آزادی کے لیے ثقافتی آزادی بہت اہم ہے اور اس کی مکمل آزادی دیتا ہے۔

آج ہر طرف انٹرنیٹ کا دور ہے۔ ایک کلک پر دنیا بھر کا ادب ہماری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔اگرچہ تمام چیزوں کی آن لائن دستیابی کا کتابوں کی اشاعت پر برا اثر پڑا ہے لیکن اس سے کہانیاں سننے اور سنانے والوں کے جنون میں کوئی کمی نہیں آئی۔خواہ کوئی ہاتھ میں کتاب لیے پڑھتا نظر نہ آتا ہو لیکن سب کے پاس ایسے گیجٹس ہیں۔ جس کے ذریعے جب چاہے پڑھ سن سکتا ہے۔لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈیجیٹل ورلڈ میں ہم ادب لکھنے کا ایک نیا آغاز کر رہے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وقت چاہے کتنا ہی کیوں نہ بدل گیا ہو، کردار تبدیل ہو گئے ہیں لیکن قصّے کہانی کا دور اب بھی جاری ہے اور کہانی کا راج ہمارے دلوں پر قائم و دائم ہے، کیونکہ کہانی کا تعلق ہمارے ساتھ چولی دامن کا ہے۔ کہانیاں صرف کتابوں کی زینت نہیں بلکہ ان کی انسانی زندگی میں بھی بڑی قدر و قیمت رہی ہے۔

اب چونکہ دنیا تیزی سے سمٹ رہی ہے اور اس تیزی سے سمٹتی دنیا کے ساتھ انسانی زندگی کی رفتار میں بھی تیزی آگئی ہے، لوگوں کی مصروفیات دن بہ دن گذرتے وقت کے ساتھ بڑھ رہی ہے، لوگوں کے پاس وقت کی قلت ہے اس لیے طویل نشست کے مطالعہ سے دور ہوتے جا رہے ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے پہلے لوگ مطالعہ کرنا ہی چھوڑ دیں، بدلتے وقت کے ساتھ ہی انھیں مختصر ادب کی طرف راغب کیا جائے، کیونکہ لوگ اب ٹیسٹ کرکٹ سے زیادہ ٹی۔ٹوئینٹی دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ یہ بات جب عالمی ادب سے ہوتی ہوئی اردو ادب تک پہنچتی ہے تو اردو ادب میں بھی اس قسم کا رجحان ملتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو ادب میں بھی صدیوں سے مختصر ترین کہانیوں کا رواج رہا ہے۔

فلیش فکشن کو ماضی کے اوراق میں تلاش کرنے کے لیے ہمیں اُردو کے قدیم فکشن کی اصناف جیسے: حکایت، کہاوتیں اور قدیم نثری اصناف جیسے، اقوال، ملفوظات، پہلیاں، مقولہ، ضرب المثل، محاورے و اصطلاح، لطیفے، ٹوٹکے و چٹکلے اور نقل و نظیر وغیرہ کا جائزہ لینا اشد ضروری ہے۔ جس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکیں کہ کیا واقعی مختصر نثری ادب، اردو ادب میں پہلے سے اپنا مسحُور کن وجود رکھتا ہے اور زندگی کے ہر مثبت و منفی پہلو پر گہرائی سے نظر ڈالتا ہے، قاری کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور سماج کی اچھائی، برائی اور سچائی کو سامنے لاتا ہے اور قاری کو کہانی کا مکمل لطف فراہم کرتا ہے۔

حکایت

"حِکایَت (حِ۔کا۔یَت) (ع۔ا۔مث) کہانی۔ داستان۔ قصہ۔ بات۔ جمع: حکایات۔ اُردو جمع: حکایتوں۔ حکایتیں۔"(۷)

حکایت (انگریزی Fable) عربی زبان کا لفظ ہے، جس کی معنٰی ہیں: قصّہ، کہانی۔ حکایت سے مراد نظم یا نثر میں کوئی مختصر قصّہ یا بیانیہ جس میں کسی اخلاقی نکتے کو نمایاں کیا گیا ہو۔ انسانی زندگی میں اُنس و مدنیت کا مادہ بھرپور ہے، انسان ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتا ہے اور اپنی بیتی دوسرے کو سناتا ہے اور دوسرے کی بیتی خود سن کر اپنی فطرت کو سکون دیتا ہے، جب کسی تیسرے کی بات آپس میں کی جاتی ہے تو وہ حکایت کا روپ دھار لیتی ہے۔ تحریری شکل میں آجانے کے بعد حکایت کی افادیت بڑھ جاتی ہے، حکایت کا لفظ سب سے پہلے اردو زبان میں قلی قطب شاہ نے اپنی کلیات میں استعمال کیا ہے۔ حکایت خواہ حقیقت پسندانہ ہو یا کھلے یا چھپے طنز سے عبارت، کوئی نا کوئی اخلاقی سبق دینا اس کا مقصد ہوتا ہے۔

جیسا کہ حکایات بنیادی طور پر انسانی اخلاق و اقدار کی اصلاح کے مقصد سے تحریر کی جاتی ہیں، ہماری روزمرہ کی زندگی میں ایسے بہت سے قصے کہانیاں بزرگوں سے نقل کیے جاتے ہیں جن میں کوئی نا کوئی اخلاقی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ عموماً ان روایات کا تعلق ہمارے آباؤاجداد کی تجربات کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حکایاتِ سعدی، حکایاتِ رومی اور حکایاتِ لقمان وغیرہ۔ بطورِ مثال کچھ حکایات یہاں نقل کی جاتی ہے۔

"عنوان: جو بندوں پر رحم کرتا ہے اللہ ان پر رحم کرتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی اس حکایت میں بیان کرتے ہیں اللہ کی مخلوق کو تکلیف میں دیکھ کر ان کی تکلیف دور کرنے پر قدرت رکھنا اور تکلیف کو دور کرنا اللہ عزوجل کو پسند ہے اس سے محبت و عزت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور ایک ادنیٰ سی نیکی انسان کو آخرت میں بلند مرتبہ عطا کر سکتی ہے۔(۸)

"کمالِ فن اور شیخی

اس حکایت میں مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ کبھی بھی اپنے علم و فہم پر فخر نہیں کرنا چاہیے اور کسی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کیونکہ ہر کوئی اپنے فن کا ماہر ہوتا ہے۔ دوسرے کے کام کو کمتر اور صرف اپنے کام کو اعلیٰ سمجھنا بے وقوفی ہے۔ کیونکہ شرمساری غرور کا پیچھا کرتی ہے اور ندامت مغرور کا مقدر ہے۔ اس لیے ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے ہمیں اتنی قابلیت دی ہے۔ اپنی قابلیت کو دوسروں کی بھلائی کے لیے استعمال کرنا چاہیے تاکہ معاشرے میں توازن پیدا ہو۔(۹)

"انگور کھٹے ہیں

1۔ یہ بات انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ جو چیز اُس کے ہاتھ نہیں لگتی وہ اُس میں نقص نکال کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

2۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔"(۱۰)

درج بالا حکایت میں حکیم لقمانؒ فرماتے ہیں کہ جب انسان کو بھرپور کوشش کے باوجود کوئی چیز نہ مل سکے تو اپنی خفت مٹانے کے لیے اُس میں عیب نکالتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ان نامور ادیبوں کی حکایات کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ مختصر الفاظ کی ان حکایات (کہانیوں) نے انسان کی اخلاقی تربیت پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ دراصل کہانیاں بچوں کی ذہنی نشو و نما اور ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔ اس طرح کی کہانیاں ہماری اُردو کی درسی کتابوں میں بھی موجود ہیں جو خصوصاً بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت میں بہت معاون ثابت ہوتی ہیں اور انہیں معاشرے میں ایک اچھا انسان بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ حکایات پر مبنی یہ حکائی ادب انسانوں کے ساتھ ساتھ سماج اور معاشرے کی بہتری میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ مطلب مختصر الفاظ کا ادب بھی انسانی زندگی پر گہرا تاثر چھوڑتے ہوئے اس میں مثبت تبدیلی لا سکتا ہے۔ حکایت اردو ادب کی قدیم فکشن کی ایک صنف ہے، جو موجودہ جدید 'فلیش فکشن' کا ابتدائی روپ ہے۔ حکایت میں 'فلیش فکشن' کی سب لوازمات موجود نہیں ہوتیں لیکن ماضی کی یہ حکایات دورِ جدید کے مختصر الفاظ کی کہانیوں یعنی 'فلیش فکشن' کے ساتھ اپنی اختصاری صورت اور سبق آموز نتیجے کے سبب 'فلیش فکشن' میں اپنے رنگ بکھیرے ہوئے ہیں، کیونکہ 'فلیش فکشن' بھی اپنے مختصر ادبی وجود کے ساتھ سماج و معاشرے کی اصلاح میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اقوال

"قول(ع۔ا۔مذ)(1)بات۔ سخن۔ کہاوت(2)عہد و پیمان۔ اقرار۔ قسم۔ سوگند(3)مقولہ۔ بیان۔ جمع: اقوال۔"(۱۱)

اقوال (انگریزی Words) لفظ 'قول' کی جمع ہے، قول عربی زبان کا لفظ ہے جس کی لفظی معنیٰ بات، بیان، قسم، قرار اور عہد و پیمان ہے یعنی جو بات یا بیان کیا جائے تو اُس پر ہر صورت قائم رہے۔

ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں کہ:

"قول ملفوظ سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی بنیادی اصولی بات ہوتی ہے۔ ایسی بات جو پند و نصیحت اور راہبری اور راہنمائی کے طور پر ہر دور اور ہر شخص کے لیے مشعلِ راہ بن سکتی ہے۔"(۱۲)

انسانی زندگی میں مختلف قسم کے نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ کبھی خوشی کبھی غم، کبھی سُکھ کبھی دُکھ، ان سبھی حالات سے انسان گزرتا رہتا ہے۔ جب اسے پریشانیوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کے حوصلے پست ہونے لگتے ہیں اور جب وہ زندگی میں مطمئن ہوتا ہے تو زیادہ پُر اعتماد ہوتا ہے۔ یہ دونوں ہی باتیں انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ ایسے حالات میں بزرگوں کے اقوال اور ان کی پیاری پیاری باتیں ہماری لیے مشعلِ راہ ہوتی ہیں۔

چند ایک مشہور شخصیات کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں۔

"علم وہ خزانہ ہے جس کا ذخیرہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ اسے گردشِ ایام سے ضرر نہیں پہنچتا۔"(۱۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلفائے راشدین میں سے آخری خلیفہ ہیں ان کی ایک وجہ شہرت ان کے اقوال زریں بھی ہیں جو عربی زبان سے اردو ادب میں ترجمہ ہوئے ہیں اور ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ انہوں نے اس قول میں علم کی اہمیت کے بارے میں بڑی گہری بات کی ہے علم ایک ایسی دولت ہے جو بانٹنے سے دن بہ دن بڑھتی رہتی ہے اور کبھی کم نہیں ہوتی، چاہے اسے کیسی ہی صورتحال کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، اس میں نہ کمی واقعہ ہو سکتی اور نہ ہی کوئی اسے کسی سے چرا سکتا ہے اور نہ ہی چھین سکتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ علم حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگے رہنا چاہیے، اس کے لیے آپ کو کتنی ہی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ کیونکہ آپ اپنے سماج میں بہتری علم ہی کی بدولت لا سکتے ہیں اور علم ایک ایسی لازوال دولت ہے جو معاشرے میں پیدا ہونے والے بگاڑ کو سدھار سکتی ہے اور بھٹکے ہوئے انسان کو راہِ راست پر لا سکتی ہے۔

بابائے اردو ڈاکٹر عبدُالحق کہتے ہیں کہ:

"لفظ میں ایک جادو ہوتا ہے جو بے محل استعمال سے پھیکا پڑ جاتا ہے۔"(ڈاکٹر عبدُالحق)(۱۴)

بابائے اُردو ڈاکٹر عبدُالحق کی اردو زبان و ادب کے لیے بہت سی خدمات ہیں جن کی وجہ سے انھیں بابائے اردو بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے اس قول میں 'لفظ' پر روشنی ڈالی ہے اور سمجھایا ہے کہ انسان کو اپنی گفتگو میں الفاظ کا چناؤ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور غیر ضروری گفتگو سے اجتناب برتنا چاہیے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، کیونکہ بے سروپا گفتگو انسان کی توقیر میں اضافہ نہیں کرتی بلکہ تحقیر کا باعث بنتی ہے۔

لفظوں کی جنگ

"لفظوں کی جنگ میں فتح کسی بھی فریق کی ہو شہید صرف سچائی ہوتی ہے۔"(مشتاق یوسفی)(۱۵)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مشتاق احمد یوسفی اردو ادب کے مزاح کا ایک بڑا نام جو حال ہی میں ہم سے پچھلے برس بچھڑ گئے۔ اکیسویں صدی کے اوائل میں کے مزاحیہ اردو ادب میں مشتاق احمد یوسفی کا کوئی ثانی نہ تھا بلکہ وہ ایک لیجنڈری ظرافت نگار تھے اور انھیں مزاحیہ انداز میں گہری بات کہنے پر کمال ملکہ حاصل تھا۔ انہوں نے اپنے اس قول میں ہلکے پھلکے انداز میں انسانوں کے درمیان کسی بھی موضوع پر ہونے والی بحث پر تنقید کی ہے کہ جب انسان اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے اور سچائی کہیں دفن ہو جاتی ہے اور یہ خطرناک قسم کی ایک برائی بڑی تیزی سے ہمارے معاشرے و سماج میں پنپ رہی ہے۔ کہ انسان سنی سنائی ہر بات کو بغیر تحقیق کیے سچ ثابت کرنے میں لگ جاتا ہے۔ سوشل میڈیا پر جو آجکل افواہیں جنم لیتی ہیں اس میں اسی قسم کی برائی کا بھی بڑا عمل دخل ہے، سوشل میڈیا پر لوگوں کے درمیاں فضول قسم کی بحث شروع ہو جاتی ہے اور سچائی کا متلاشی کوئی نہیں ہوتا، بس سب اپنا عقل و منطق سے عاری گیان بانٹ رہے ہوتے ہیں جو معاشرے میں نفاق کا باعث بنتا ہے۔

اقوالِ زرّیں (Golden words) کی اہمیت سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اقوال چند الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں، لیکن یہ الفاظ بڑا گہرا اثر رکھتے ہیں۔ بعض دفعہ موٹی موٹی کتابیں پڑھنے سے بھی انسان کے اندر کبھی کبھی وہ انقلاب پیدا نہیں ہو پاتا جیسا کہ ان اقوال کو پڑھ اور سن کر پیدا ہوتا ہے اور انسان کے رویے میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اقوال قدیم اردو نثری اردو ادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اقوال کے یہ چند الفاظ 'فلیش فکشن' کی طرح انسان کے ذہن میں ایک مثبت فکری سوچ کو ابھارتے ہیں جو انسان کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوتے ہیں۔ اقوال فلیش فکشن کی نمایاں جھلک دیتے ہیں۔

"ملَفوظ (مَل۔ فُوظ) (ع۔ صف) (1) پڑھا گیا۔ جو پڑھنے میں آئے (2) مُنہ سے بولی ہوئی بات۔ جمع: ملفوظات۔" (١٦)

ملفوظات (انگریزی Saying) لفظ 'ملفوظ' کی جمع ہے، جو اسمِ مفعول ہے، جس کی لفظی معنیٰ زبان سے نکلا ہوا کلام یا ارشاد ہے۔

ابوللّیث صدیقی لکھتے ہیں کہ:

> "ملفوظات، لفظ سے مشتق ہے اور اس کا اطلاق اقوال و گفتار پر ہوتا ہے، جسے سننے والا محفوظ کر لیتا ہے۔ عام طور پر یہ اقوال و گفتار صوفیائے کرام، علمائے دین، اکابر حکماء اور دانشوروں کے ہیں جن کو ان کے عقید تمندوں نے بڑی محنت اور صحت کے ساتھ قلمبند کر کے اپنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے ترتیب و تدوین سے پیش کیا ہے۔" (١٧)

اصطلاحاً بزرگانِ دین، علماء کرام، دانشوروں، اکابرین کی کسی روحانی مجلس میں زبان سے نکلے ہوئے کلامات یا ارشادات ہیں، جنہیں کوئی مرید قلمبند کر کے ملفوظات کی صورت میں محفوظ کر لیتا ہے اور عوام الناس کے استفادہ کے لیے پیش کرنا اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتا ہے۔ ان روحانی و تربیتی مجالس میں انسانیت کے ہر طبقہ کے لیے روحانی و اخلاقی اصلاح کے لیے اہتمام کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں کہ:

> "عہدِ قدیم میں صوفیانِ کرام کے ایک یا دو جملوں کے متعدّد اقوال ملتے ہیں۔ انہیں ملفوظات کہا جاتا ہے۔ ملفوظات کے متعدّد مجموعے ملتے ہیں۔ ان میں فارسی زبان میں بیان کردہ واقعے میں مرشد کی زبان سے ایک دو جملے نکلتے ہیں۔ اگر یہ جملے اُردو میں ہیں تو یہ ہمارے کام کے ہیں اور ہم انہیں اُردو ملفوظ کہیں گے۔" (١٨)

ملفوظات انسان کی روحانی تربیت اور انہیں راہِ راست پر لانے میں اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عالمِ دین اور بزرگوں کے ملفوظات میں لوگوں کو برائیوں سے بچنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ لوگوں کے دِلوں کو دینِ اسلام کی روشنی سے منّور کیا جاتا ہے اور انہیں مذہبِ اسلام کی سچی روح سے روشناس کرایا جاتا ہے، اس لیے کہ کہیں معاشرہ بدعت اور شرک جیسے گناہِ کبیرہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ بزرگانِ دین لوگوں کو ملفوظات کے ذریعے کو راہِ راست پر لاتے ہیں تا کہ معاشرہ بھٹک کر بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر گیان چند مزید لکھتے ہیں کہ:

> "ملفوظات کو ایک ادبی صنف کہنے کا کوئی جواز تو نہیں لیکن چونکہ یہ کافی تعداد میں ہیں (سو سے اوپر ہی ہوں گے) اور قدیم نثر سے مخصوص ہیں اس لیے ان کے زُمرے کو ایک قدیم نثری صنف کا مرتبہ دیا جا سکتا ہے" (١٩)

ملفوظات آجکل ایک قدیم نثری صنف کے طور پر جانی جاتی ہے۔ ملفوظات کے سلسلے میں بیسوں کتابیں اردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ انھیں یوں سمجھنا چاہیے کہ جیسے قدیم زمانے میں مختلف لوگ کتابت یا روایت کرتے تھے اسی طرح مختلف اقوال یا حکایات کو سن کر نقل کرنے کا نام ملفوظات پڑ گیا۔ ان ملفوظات کی صحت زیادہ تر ناقل کی عقل و دانش پر مبنی ہوتی ہے۔ ملفوظات اردو ادب کی قدیم نثری صنف ہے۔ ملفوظات کا تعلق اردو فکشن سے تو نہیں ہے لیکن ملفوظات اپنے مختصر الفاظ پر مشتمل

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ہدایت نامے کی صورت میں معاشرے کو ہر اچھائی اور برائی سے روشناس کراتی ہے تاکہ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو اور سماج بہتری کی راہ پر گامزن رہے۔ ملفوظات کا یہ اختصار پن اور اس کی معاشرتی اصلاح کی خوبی کی جھلک فلیش فکشن میں بھی نظر آتی ہے

کہاوتیں

"کَہاوَت (کَ۔ہا۔وَت) (ہ۔ا۔مث) (1) قول۔ بچن۔ مثل۔ ضَربُ المثل۔
جمع: کہاوتوں۔ کہاوتیں۔"(۲۰)

کہاوت (انگریزی Proverb) ہندی زبان کا لفظ ہے، کسی بھی قصّے یا واقعے کے نتیجہ کو گنے چنے الفاظ میں بطور مثال بیان کیا جائے، کہاوت کہلاتا ہے۔ ہر وہ واقعہ یا مصرع کہاوت بن جاتا ہے جو بطور نظیر زبان زد عام اور مشہور ہو جائے۔ جیسے "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس"۔

ڈاکٹر یونس اگاسکر اپنی کتاب کے ابتدائیہ میں حوالہ دیتے ہیں کہ:

"کہاوت، قدما کے طویل تجربات و مشاہدات کا نچوڑ و دانشمندانہ قول ہے جس میں کسی کی ذہانت نے زورِ بیان پیدا کیا ہو اور جسے قبول عام نے روز مرّہ زندگی کا کلّیہ بنا دیا ہو۔"(۲۱)

کہاوتیں کسی بھی زبان کی جان ہوتی ہیں، ان کا بر محل استعمال کلام کو خوبصورتی اور سحر انگیزی عطا کرتا ہے، خاص طور پر کہاوت چند الفاظ میں طویل بات کہہ دینے کا ذریعہ ہے۔

ڈاکٹر شریف احمد قریشی کے بقول:

"کہاوتیں ہمیشہ عوامی قصوں، کہانیوں اور سماجی واقعات سے جنم لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہاوتوں اور لوک کہانیوں میں یک گونہ تعلق اور ربط پایا جاتا ہے۔ کوئی بھی واقعہ، قصّہ یا کہانی جب بار بار دُہرایا یا سُنا اور سُنایا جاتا ہے تو ایک عرصہ گزرنے کے بعد سینہ بہ سینہ منتقل ہو کر جب وہ اگلی نسلوں تک پہنچتا ہے تو اس کے چند جملے زبان زد عوام ہو جاتے ہیں۔ صدیوں کے بیتنے پر یہی چند جملے جو پورے قصّے یا کہانی کا لب لباب اور خلاصہ بیان کرتے ہیں، یہی الفاظ کہاوتیں کہلاتے ہیں۔"(۲۲)

کہاوت عام طور سے ایک مکمل اور جامع بیان جملے یا فقرہ کی شکل میں ہوتی ہے اور اپنے مطلب کو واضح کرنے میں کسی دوسری عبارت کی محتاج نہیں ہوتی۔ کسی بھی طویل واقعہ یا قصّے کے ماحصل کے دریا کو کوزے میں بند کر دیتی ہیں۔ واقعہ سے متعلق کچھ الفاظ عوامی مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں اور زبان زدِ عام ہو جاتے ہیں۔ کہاوت عام طور پر کسی سبق آموز واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے اور انسانی زندگی کے حقائق سے پردہ اٹھاتی ہے۔ کہاوتیں کسی بھی معاشرے کی تہذیبی، ثقافتی جغرافیائی اور نظریاتی پہلوؤں کی عکاس ہوتی ہیں۔

دو کہاوتیں بطور مثال پیش کی جاتی ہے ہیں:

جس کی لاٹھی اُس کی بھینس، چور کی داڑھی میں تنکا

درج بالا کہاوتوں میں سے پہلی کہاوت کے حکایتی و تلمیحی پس منظر میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ طاقت ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ جب کوئی طاقتور اپنی طاقت کے زور پر کسی کمزور کا مال اپنے قبضے میں کر لے تو یہ کہاوت بطور مثل کہی جاتی ہے، **'جس کی لاٹھی اُس کی بھینس'۔**

جبکہ دوسری کہاوت کے حکایتی و تلمیحی پس منظر میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ مجرم اپنی مشکوک حرکت سے پہچانا جاتا ہے یعنی مجرم کے دل کا چور کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو ہی جاتا ہے اور مجرم کا ضمیر ہمیشہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ کوئی کسی کے طعنے و کنایے کو اپنی جانب منسوب کرے تو یہ کہاوت بطور مثال کہی جاتی ہے، **'چور کی داڑھی میں تنکا'۔**

ڈاکٹر شریف احمد قریشی لکھتے ہیں کہ:

"کہاوتوں کے حکایتی و تلمیحی پس منظر کا مطالعہ کرنے پر پتا چلتا ہے کہ متعدد حکایتوں کا تعلق دنیا کے عوامی ادب سے ہے۔ حکایاتِ لقمان، الف لیلٰے، انوارِ سہیلی وغیرہ کی کہانیاں عالمی ادب کا حصہ ہیں۔ اسی طرح پنچ تنتر، جاتک کتھا، ہِتو پدیش، کتھا سرت ساگر وغیرہ کا شمار عالمی ادب میں کرنا چاہیے، کیوں کہ ان کی کتھاؤں اور کہانیوں کی جڑیں ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں میں بھی پھیلی ہوئی ہیں۔"(۲۳)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کہاوتیں اُردو لوک ادب کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ کہاوتوں کی جڑیں عوام میں ہوتی ہیں کیونکہ دنیا بھر کی تمام زبانوں کی کہاوتوں نے لوک کہانیوں اور عوامی قصوں کے بطن سے جنم لیا ہے۔ کہاوت کی خوبی یہ ہے کہ کہاوت شخصیت پرستی کی قائل نہیں ہوتی۔ کہاوت کی نظر میں تمام طبقات برابر ہیں، جس سے قاری تمام انسانی طبقات کی نادانیوں اور دانشمندی سے واقف ہوتا ہے اور یہ جس فرد کو نشانہ بناتی ہے اُسے چھلنی کر دیتی ہے۔ کہاوت کے اسی پُر اثر تاثر کی بنا پر یہ عوام میں مقبولِ عام ہے اور ان کی اہمیت وافادیت زبان وادب میں اب تک برقرار ہے۔

ڈاکٹر سیفی پریمی لکھتے ہیں کہ:

"مختصر یہ کہ کہاوتیں انسان کی سچّی ہمدرد ہیں۔ وہ زندگی کے نشیب وفراز میں مشعلِ ہدایت بنتی ہیں۔"(۲۴)

کہاوت دراصل انسان کی سچّی دوست ہوتی ہیں۔ وہ انسان کو زندگی میں آنے والے اُتار چڑھاؤ کے لیے ہدایت مہیا کرتی ہے تا کہ وہ مسائل کو خوش اسلوبی سے حل کر سکے۔ کہاوت کی نمایاں خوبی صاف گوئی ہے اور وہ کسی کا لحاظ نہیں رکھتی بلکہ کہاوت تمام انسانی طبقات کو برابری کی بنیاد پر پرکھتی ہے کیونکہ کہاوت شخصیت پرستی کے قائل نہیں ہوتی۔ کہاوت تمام انسانی طبقات کی خوبیوں اور خامیوں کو پرکھ کر سچائی کے ساتھ قاری تک پہنچاتی ہے تا کہ قاری حقیقت سے واقف ہو سکے۔ یعنی کہاوت کسی واقعے یا بات میں چھُپی ہوئی سچائی یا عقل کی بات کو سمجھانے کے لیے بولی جاتی ہے اور ان کے حکایتی و تلمیحی پس منظر میں 'فلیش فکشن' کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔

پہیلیاں

"پہَیلی (پ۔ہے۔لی)(ہ۔ا۔مث) بُجھارت۔ چیستان۔ مُعمّا۔ جمع: پہیلیاں۔ پہیلیوں۔"(۲۵)

پہیلی (انگریزی Puzzle) ہندی زبان کا لفظ ہے، جس کی معانی مبہم بات، معمیٰ ہے۔ اردو ادب میں امیر خسرو کو نثری و نظمی پہیلی کا خالق تصور کیا جاتا ہے اور ان کے نام سے بہت سی پہیلیاں منسوب ہیں۔ امیر خسرو نے جو زیادہ تر پہیلیاں کہیں ہیں وہ نظم کے قریب تر ہیں اور یہ پہیلیاں اردو شاعری کا ابتدائی خاکہ پیش کرتی ہیں ، لیکن ہم یہاں مقالے کے موضوع کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صرف نثری پہیلیوں کا احاطہ کریں گے۔ راج کشور لکھتے ہیں کہ:

"پہلیاں کیا ہے؟ پہیلی ایک ایسا فن ہے، جس میں حقیقت کا حُلیہ اس حد تک بگاڑ جائے کہ وہ سرسری نگاہوں کی پہنچ سے کہیں دور آگے نکل جائے۔ اور شرط یہ ہے کہ رمز شناس مناسب کوشش سے نہ صرف اسے پہچان سکیں، بلکہ ہمیشہ ایک ہی نتیجے پہنچیں۔ سیدھی سادی بات کو گھما پھرا کر کہہ دینے کا نام پہیلی ہے، تو کبھی کبھی پُر پیچ باتوں کے پیچ وخم نکال کر صاف کر دینا بھی پہیلی بن جاتا ہے۔"(۲۶)

پہیلی زبانی قسم کا ایک کھیل ہے، تفریحی اور ذہنی آزمائش کے لیے پوچھا جانے والا پیچ دار سوال یا کسی عبارت کا مطلب مسئلہ کے طور پر حل کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

پہیلیوں کی افادیت کے بارے میں شہباز حسین لکھتے ہیں کہ:

" پہیلیوں کو کھیل ہی نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس سے بچوں میں سوچنے، اَن مِل اور بے جوڑ باتوں میں ربط پیدا کرنے اور جانی پہچانی چیزوں کے بارے میں نئے ڈھنگ سے سوچنے کا انداز پیدا ہوتا ہے۔ ان کی ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے اور ماحول اور گردوپیش کی اشیاء سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔"(۲۷)

پہیلیاں بچوں کے لیے ہمیشہ سے ہی دلچسپ رہی ہیں۔ پہیلیاں ذہنی آزمائش کا کھیل ہے جو بچوں کے ذہنی نشوونما میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتی ہیں۔

وہاب اشرفی کے بقول: "پہیلیاں ہماری معاشرتی زندگی کے گوناگوں پہلوؤں کی عکاس ہیں"(۲۸)

ہماری تمدنی، معاشرتی اور ثقافتی زندگی کے بہت سے احوال و کوائف ان پہیلیوں میں مضمر ہیں۔

پہیلی کے ادبی اور تکنیکی پہلو کے بارے میں راج کشور لکھتے ہیں کہ:

"ادب زندگی کے بہت قریب ہوتا ہے، یہ زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ادب میں زندگی کی تنقید ہوتی ہے۔ بظاہر تو پہیلی جیسی صنف کا، جہاں سیدھی سادی بات کہنے میں بھی فن کو سو سو جوکھم ہوتے ہیں، فن کے پیمانے پر پورا اترنا قدرے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تجزیہ کیا گیا، صاف دکھائی دیا کہ وقت کی شاہراہ پر زندگی اور پہیلی ساتھ ساتھ گئے ہیں۔"(۲۹)

دراصل زندگی خود ایک پہیلی ہے۔ جس کے جواب کے لیے انسان ہمیشہ سے کوشاں رہا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پہیلی ایک دلچسپ امر ہے۔ خاص طور پر ادبی معلوماتی پہیلیاں بچوں اور بڑوں میں اُردو ادبی ذوق پیدا کرتی ہیں اور دلچسپی کو قائم رکھتی ہیں، کیونکہ پہیلی بہترین ذہنی مشق ہے جو بچوں اور بڑوں کو دماغی طور پر متحرک رکھتی ہے۔

پہیلی قدیم نثری اردو ادب سے تعلق رکھتی ہیں۔ امیر خسرو کی کہہ مکرنیاں اور پہیلیاں بہت مقبول ہیں۔ پہیلیوں میں کہانی کے سب اجزاء تو موجود نہیں ہوتے لیکن پہیلیوں کا اختصار پن، دلچسپی اور اختتام کو جاننا انہیں فلیش فکشن کے قریب لے آتا ہے۔

مقولہ

"مَقُولَہ (مَ۔قُو۔لَہ)(ع۔ا۔مذ) بات۔ کہاوت۔ قول۔ بچن۔ ضرب المثل۔"(۳۰)

مقولہ (انگریزی Quote) عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی بات، مثل، کہی ہوئی بات، یعنی کسی کی کہی ہوئی بات جو دوسرے کے لیے ایک مثال بن جائے۔

ڈاکٹر سیفی پریمی لکھتے ہیں کہ:

"مقولہ اُس فقرے یا جملے کو کہتے ہیں جو عام کلیہ ہونے کے باعث یا عمدہ نصحیت ہونے کے سبب سے عام پسند ہو گیا ہو اس میں الفاظ اپنے حقیقی معنیٰ دیتے ہیں۔ مقولہ میں قدامت کی شرط لازم نہیں آتی۔

مثلاً

۱۔ با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

۲۔ آپ جانیں اور آپ کا ایمان

۳۔ آپ جانیں اور آپ کا کام

۴۔ یوں بھی دیکھا دوں بھی دیکھا۔"(۳۱)

ایسا قول یا فقرہ جو مقبول ہونے کی وجہ سے زبان زدِ عام ہو گیا ہو، لیکن کہاوت یا مثل کی حد تک نہ پہنچا ہو، مقولہ کہلاتا ہے۔ مقولے میں چند الفاظ میں پُر اثر نصیحت کرنے کی بھرپور صلاحیت پوشیدہ ہوتی ہے جو دوسرے کے ذہن میں سما جائے۔ ہمارے سماج میں بڑے بزرگ چھوٹوں کو برائیوں سے بچنے کے لیے انہیں سمجھاتے ہیں اور اپنے بزرگوں کی کہی ہوئی باتوں (مقولوں) کو دُہراتے ہیں جو نصیحت سے لبریز ہوتی ہیں۔ مختصر الفاظ پر مشتمل ان مقولوں میں صدیوں کا تجربہ پوشیدہ ہوتا ہے، جو انسان کو زندگی کے نشیب و فراز میں رہنمائی فرماتے ہیں۔ مقولے کو مقولہ بنانے میں اندازِ بیان کی چستی اور چابک دستی کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔

مقولہ اُردو ادب کی قدیم نثری صنف سے تعلق رکھتی ہے۔ مقولے میں کہانی کے سب لوازمات تو نہیں ہوتے لیکن مقولے میں خصوصاً طویل بات کو مختصر الفاظ میں سمیٹ دینا، قاری کو کم وقت میں مکمل آگاہی فراہم کرنا اور سماج کو حقیقت سے روشناس کرانے جیسی خوبیاں اسے فلیش فکشن کے قریب تر لے آتی ہیں اور یہی سب خوبیاں فلیش فکشن کا بھی خاصہ ہیں۔

ضرب المثل

"ضَربُ المَثَل (ضَ۔بُل۔مَ۔ثَل)(ع۔ا۔مث) کہاوت۔ وہ جُملہ جو مثال کے طور پر مشہور ہو۔"(۳۲)

ضرب المثل (انگریزی Adage/Proverb) عربی زبان کا لفظ ہے، جس سے معنی کہاوت، مثل، مقولہ ہے۔ یعنی وہ جملہ، مصرع یا فقرہ جو اپنے اندر مکمل اور معنی خیز اور عوام و خواص کی زبان پر زدِ عام ہو، ضرب المثل کہلاتا ہے۔ مثلاً سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے (یعنی کام بھی پورا ہو اور نقصان بھی نہ اٹھانا پڑے)

"اصل میں ضرب المثل ایک جملہ تامہ ہوتا ہے اور اپنا ذاتی مفہوم ادا کرنے کے لیے کسی دوسرے جملے یا عبارت کا محتاج نہیں ہوتا۔"(۳۳)

ضرب الامثال اکثر اپنے لفظی معنی کے بجائے دوسرے مجازی معنی ادا کرتے ہیں۔ ضرب المثل پورا جملہ یا فقرہ ہوتا ہے اور اپنے معنی کی تکمیل کے لیے کسی اور جملے یا فقرے کا محتاج نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر یونس اگاسکر اپنی کتاب کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ:

"عَربی کی ایک مشہور ضرب المثل ہے "اَلْمَثَلُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ" یعنی مثل روز مرہ کی گفتگو میں وہی اہمیت رکھتی ہے جو کھانے میں نمک کو حاصل ہے۔"(۳۴)

دورانِ گفتگو ضرب المثل کا استعمال کلام کو پُر اثر اور پُر لطف بنادیتا ہے جیسے نمک کھانے کو خوش ذائقہ اور چٹخارے دار بنادیتا ہے۔

پروفیسر سیّد وقار عظیم، نقلیات از میر بہادر علی حسینی کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ:

"ضرب الامثال کسی زبان کے مزاج اور اس کے معاشرتی اور تہذیبی ماحول کا عکس ہونے کے علاوہ بات کی تاثیر میں اضافہ کرنے اور اسے قابلِ قبول اور دل نشین بنانے کا بڑا کارگر وسیلہ سمجھی جاتی ہیں۔"(۳۵)

ضرب المثل کسی ایسے فقرے، جملے یا مصرعے کو کہتے ہیں جس میں قوم کی تہذیب، ثقافت اور معاشرتی وسماجی زندگی کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے اور وہ اپنے حکایتی وتلمیحی پس منظر میں ملک وملّت کا آئینہ دار ہوتی ہے۔

ضرب المثل کی بنیادیں اس کی تہذیبی، سماجی، لسانی، انفرادی و اجتماعی زندگی میں بہت گہری ہوتی ہیں۔ جس سے کسی بھی قوم کی عقل و دانش، رسم و رواج، رویوں اور رہن سہن کے بارے میں معلومات اخذ کی جاسکتی ہیں۔ مزید یہ کہ دورانِ گفتگو ضرب المثل کا استعمال زبان و بیان میں لطف پیدا کر دیتا ہے اور ایسی بات جسے دوسروں کو سمجھانے کے لیے سینکڑوں الفاظ کا سہارا لینا پڑے، چند الفاظ میں ذہن نشین کرا دیتا ہے۔

ایک مشہور ضرب المثل پیشِ خدمت ہے۔

"ہنوز دلّی دور است / ابھی دِلّی دور ہے

یہاں یہ بات باور کرانا ضروری ہے کہ کہاوت اور ضرب المثل میں بنیادی فرق کیا ہے جبکہ یہ الفاظ عام طور پر ایک دوسرے کے متبادل سمجھے جاتے ہیں۔ کہاوت کا تعلق عوام اور پورے سماج سے ہوتا ہے جبکہ ضرب الامثال اُن مصرعوں، جملوں یا فقروں کو کہتے ہیں جو اپنی فطرت میں تو کہاوت ہی ہوتے ہیں لیکن ان کی زبان، لب ولہجہ اور اندازِ سخن معاشرے کی نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ طبقہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

ضرب المثل کسی واقعے یا بات میں چھپی ہوئی سچائی یا عقل کی بات کو سمجھانے کے لیے بولی جاتی ہے۔ ضرب المثل وہ مختصر جملے یا فقرے ہوتے ہیں جو صدیوں کے تجربات اور مشاہدے کے بعد زبان زدِعام ہو جاتے ہیں، جن کے پیچھے وہ کہانیاں ہوتی ہیں جن کے کردار اور محل وقوع تو مختلف ہوتے ہیں لیکن نتیجہ یا اختتام ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ انسانی تجربات ومشاہدات پر مبنی ہوتے ہیں اور ایک مدت تک اپنے مخصوص حلقہ میں استعمال ہوتے رہنے کے بعد مثالوں کے طور پر قبولِ عام حاصل کر لیتے ہیں اور ضرب الامثال کہلاتے ہیں۔

ضرب المثل قدیم نثری اردو ادب سے تعلق رکھتی ہے۔ ضرب الامثال کا حکایتی پسِ منظر، اختصاری صورت اور معاشرے وسماج کے تہذیبی رویوں کا عکاس ہونا، یہ وہ نمایاں خوبیاں ہیں جو انھیں فلیش فکشن کے قریب ترلے آتی ہیں۔

محاورے

محاورے(Idioms)

"مُحاوَرَہ(مُ۔حا۔وَ۔رَ۔ہ)(ع۔ا۔مذ)(1)ہم کلامی۔باہمی گفتگو۔بول چال۔بات چیت۔سوال جواب(2)مشق۔مہارت(3)وہ کلمہ یا کلام جسے اہلِ زُبان نے لُغوی معنی کی مُناسبت سے کسی خاص مفہوم کے لیے مخصوص کر لیا ہو۔جمع: محاورات۔اُردو جمع: محاوروں۔ محاورے۔"(۳۶)

راج کشور لکھتے ہیں کہ:

"زبان صدیوں منجھتی ہے، تب کہیں اس میں بول چال کا مخصوص انداز پیدا ہوتا ہے، محاورہ پیدا ہوتا ہے۔ محاورہ بول چال میں شان و شوکت پیدا کرتا ہے تھوڑے الفاظ میں زیادہ معنی ادا کرتا ہے۔ محاورے کو نظر انداز کرنا مشکل ہوتا ہے۔"(۳۷)

محاورے صدیوں سے رائج ہیں، محاورہ زبان کا مرکزی نکتہ ہوتا ہے یعنی وہ دائرہ جو مختصر ہونے کے باوجود اپنے اطراف پھیلی ہوئی بہت ساری حقیقتوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے۔ محاوروں کو شاملِ گفتگو کر کے چند الفاظ میں کارآمد اور مؤثر بات بیان کی جاسکتی ہے۔ دورانِ گفتگو محاوروں کا استعمال انسان کی گفتگو کو باذوق بنادیتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

محاورے کسی بھی زبان کا حسن ہوتے ہیں، یہ کلام کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں، انہیں گفتگو کے دوران خصوصی موقع پر استعمال کیا جاتا ہے، محاوروں کا استعمال گفتگو میں بروقت دلچسپی اور چاشنی پیدا کرتا ہے۔

اردو زبان میں استعمال ہونے والے چند مشہور محاورے درج ذیل ہیں۔

- ایک انار سو بیمار
- آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا
- دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا
- رسی جل گئی پر بل نہ گیا

محاورے قدیم نثری اردو ادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ محاورے چند الفاظ میں احسن طریقے سے طویل بات، واقعہ یا کسی بھی صورت حال کو سمیٹنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ محاورہ عوامی زبان اور عام لب و لہجے سے قریب تر ہوتا ہے اور ایک حد تک اس میں تخیل، تجربے اور تجزیے کا آمیزہ بھی پایا جاتا ہے۔ محاورے محض کسی زبان کا حصہ ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے مختصر وجود میں نہ صرف کسی بھی معاشرے کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں بلکہ تہذیبی عکس بندی بھی بھرپور انداز میں کرتے ہیں۔ محاورے کی یہ خوبیاں فلیش فکشن میں بھی پائی جاتی ہیں۔

لطیفے

"لَطِیفَہ (لَ۔طی۔فَہ)(ع۔ا۔مذ)(1) اچھی خبر (2) چٹکلا۔ دِلچسپ بات۔ شگوفہ
(3) انوکھا۔ عجیب (4)(صف) لطیف کی تانیث جمع: لطائِف۔ اُردو جمع: لطیفوں۔ لطیفے۔"(۳۸)

لطیفہ (انگریزی Joke) عربی زبان کا لفظ ہے، جس کی معانی ہنسانے والی یا مزاحیہ بات ہے۔ جسے سن یا پڑھ کر چہرے پر مسکراہٹ آجائے اور طبیعت میں لطیف احساس پیدا کرے۔

"مختصر ترین واقعہ کو جس میں مزاح کی چاشنی ہو عمدہ اور لطیف پیرائے میں اس انداز سے بیان کیا جائے کہ ان الفاظ یا فقروں کے سننے والے کو ہنسی آجائے لطیفہ کہیں گے۔"(۳۹)

لطائف معاشرے میں ہلکے پھلکے مزاح اور تفریح کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ کوئی بھی مختصر کہانی جس کا اختتام مزاحیہ نتیجے پر ہو لطیفے کے طور پر لی جاتی ہے۔

لطیفہ اختصاری کہانی کی صورت میں ہوتا ہے، جس میں مکالمے بھی ہوتے اور اختتام پر عموماً ایک دم دار فقرہ ہوتا ہے۔ یہی فقرہ ہی عوام کو اس بات سے با خبر کرتا ہے کہ کہانی میں دوسرا اور متضاد پہلو بھی موجود ہے۔ لطیفے کو اجمالی مزاحیہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ ماضی میں لطیفہ کا لفظ مختصر کہانی کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا ہے۔ جس کے بارے میں چند آراء پیشِ خدمت ہیں۔

گیان چند اپنی کتاب "ادبی اصناف" میں لکھتے ہیں کہ:

"انیسویں صدی کی ابتداء میں لطیفے کے یہ معنی متعیّن نہیں تھے بعض اوقات غیر مزاحیہ چھوٹی حکایتوں کو بھی لطیفہ کہہ دیا جاتا تھا۔"(۴۰)

انیسویں صدی کی ابتدا میں لطیفے کی معنی واضح نہیں تھی بلکہ مزاح سے عاری حکایتوں کو بھی لطیفہ کہہ دیا جاتا تھا۔ ایسی حکایتیں جن میں کہیں بھی لطف کا احساس نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ ہولناکیوں سے لبریز ہوتی تھیں۔ محمد حسن عسکری نے بھی منٹو کی شہرہ آفاق کتاب 'سیاہ حاشیے' کے دیباچہ میں ان مختصر افسانوں کو لطیفوں کا نام دیا ہے۔

محمد حسن عسکری لکھتے ہیں کہ:

"فسادات کے متعلق جتنے بھی افسانے لکھے گئے ہیں۔ ان میں منٹو کے چھوٹے چھوٹے لطیفے سب سے زیادہ ہولناک اور سب سے زیادہ رجائیت آمیز ہیں۔"(۴۱)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لطائف چونکہ لطیفے کی جمع ہے اس لیے ماضی میں حکایتوں / مختصر کہانیوں کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا رہا ہے۔ جس کی ایک مثال للّولال کی مشہور کتاب کا عنوان "لطائفِ ہندی" ہے، جس میں ایک سو مختصر حکایات درج ہیں جبکہ اس کتاب کو نقلیاتِ ہندی بھی کہا گیا ہے۔ گویا ماضی میں لطیفے، حکایتیں اور نقلیں متبادل الفاظ ہو گئے۔

موجودہ دور میں اب صرف لطیفے کا لفظ مزاحیہ صنف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ لطیفہ لوگوں کو ہنساتا ہے اور اُن کے چہروں پر خوشی اور مسکراہٹ لاتا ہے جس سے وہ کچھ لمحوں کے لیے اپنی ذاتی زندگی کی پریشانیوں کو اپنے ذہن سے جھٹک دیتے ہیں جو ان کی ذہنی و جسمانی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ 'ہنسی علاجِ غم ہے'۔

لطیفے کا تعلق چونکہ طنز و مزاح سے ہے اس لیے اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت کا جائزہ لیں تو ماضی میں ہمیں ملا نصیر الدین کی کئی مزاح سے بھرپور حکایت ملیں گی۔

لطیفہ مزاح کا ایک اظہار ہے جس کی ابتداء انسانیت کی آغازِ داستان سے ہوتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ انسان تہذیب سے آشنا ہوتا گیا اور اس کا یہ جوہر نکھرتا گیا۔ لطیفہ ابتدائی دور میں حکایتوں کی صورت میں ملتا ہے۔ اس کے لیے حُسنِ بیان اور حُسنِ ادا کی پابندی ضروری ہے، جبکہ اختصار اس کا حُسن ہے۔ اس لیے لطیفے کے الفاظ کو نہایت خوش اسلوبی سے مخصوص بیانی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے تاکہ لوگ محظوظ ہوں اور اس بات کو سنجیدگی سے نہ لیں۔

لطیفہ طنز و مزاح کی ایک مقبول صنف ہے۔ لطائف ادب کا ضروری حصہ ہیں، کیونکہ طنز و مزاح سے بھرپور لطیفے اپنے ہلکے پھلکے انداز میں معاشرے کی اصلاح کے لیے بہت ہی کارگر ہیں۔ ادیبوں اور شعراء کی بعض محفلیں بھی طنز و مزاح سے بھرپور ہوتی ہیں اور ان میں تخلیق آنے والے علمی و ادبی لطیفوں کا کوئی ثانی نہیں ۔

غالب کے بقول: ظرافت کے لیے آدمی کا ظریف ہونا ہی ضروری نہیں بلکہ باظرف ہونا بھی ضروری ہے۔

اردو ادب میں علمی و ادبی لطائف یا مزاحیہ مضامیں کے لیے ابنِ انشاء، پطرس بخاری، فرحت اللہ بیگ، مشتاق احمد یوسفی، انور مقصود کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

لطیفہ قدیم نثری اُردو ادب سے تعلق رکھتا ہے۔ لطیفے زبانی ادب کا حصہ ہوتے ہیں، اس لیے عموماً لطیفے گھڑنے والے ادیبوں کے نام اکثر کسی کے علم میں نہیں ہوتے۔ لطیفے ایک بہت چھوٹی کہانی کی شکل ہے جو مکالموں پر مشتمل ہوتی ہے۔ لطیفے میں مزاح پن نمایاں ہوتا ہے اور عموماً اس کا آخری دم دار فقرہ (پنچ لائن) لوگوں کو محظوظ کرتا ہے اور یہ بھی واضح کرتا ہے کہ کہانی میں دوسرا اور متضاد پہلو بھی ہے یعنی لطیفے کی ابتدائی کہانی کا مقصد کچھ اور تھا۔ جبکہ فلیش فکشن میں سنجیدگی کا عنصر غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات لطیفے کی طرح اس کا آخری جملہ قاری کے ذہن پر ایسی کاری ضرب کرتا ہے کہ وہ سوچ کی وادی میں کہیں کھو کر رہ جاتا ہے، جبکہ لطیفے کا اختصاری کہانی کی صورت میں ہونا بھی اسے فلیش فکشن سے مشابہہ دیتا ہے۔

حوالاجات

1. Google Dictionary “Flash”, Accessed September, 2, 2019. https://www.google.com.pk/search?q=flash+word+meaning&oq=word+flash.....

۲۔ قریشی، بی۔ اے، پریکٹیکل ڈکشنری، انگلش۔ انگلش۔ اردو، 2004ء کتابستان پبلیشنگ کمپنی، لاہور، ص۔ 327

3. Dictionary. Com “Fiction”, Accessed September, 02, 2019. (https://www.dictionary.com/browse/fiction)
4. www.pitt.edu/-dash/jataka
5. www.pitt.edu/-dash/jataka

۶۔ ظہور الدین، ڈاکٹر، کہانی کا ارتقاء، 1999ء، انٹرنیشنل اُردو پبلیکیشنز، نئی دہلی، ص نمبر 22

۷۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروزسنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص606

۸۔ شیرازیؒ، ابُومُحمّد مُصلح الدّین بن عَبداللہ، مرتبہ طالب الہاشمی حکایاتِ سعدی، 2010ء، عفیف آفسٹ پرنٹرز، دہلی، ص59

۹۔ رُومیؒ، مَولانا جَلالُ الدّین، حکایاتِ رُومی، زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور ص247

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

۱۰۔ حضرت حکیم لقمانؒ، حکایاتِ لقمان، 2020ء، جاوید بٹ پریس، لاہور، ص39

۱۱۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص1023

۱۲۔ گیان چند، ڈاکٹر، ادبی اصناف، 1989ء، گجرات اُردو اکادمی، حکومت گجرات، ص122

۱۳۔ سعید اے شیخ، مرتبہ، گنجینہ اقوال، 1986ء، تاج پرنٹرز، نئی دہلی، ص74

۱۴۔ سعید اے شیخ، مرتبہ، گنجینہ اقوال، 1986ء، تاج پرنٹرز، نئی دہلی، ص71

۱۵۔ یوسفی، مشتاق احمد، ترتیب۔ڈاکٹر مظہر احمد، اقوال یوسفی، 2014ء، ایم۔ آر پبلی کیشنز، نئی دہلی، ص69

۱۶۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص1346

۱۷۔ شہباز حسین، پہیلیاں، اسکائی لارک پرنٹرز، نئی دہلی، ص3

۱۸۔ گیان چند، ڈاکٹر، ادبی اصناف، 1989ء، گجرات اردو اکادمی، گجرات (انڈیا)، ص122

۱۹۔ گیان چند، ڈاکٹر، ادبی اصناف، 1989ء، گجرات اردو اکادمی، گجرات (انڈیا)، ص122

۲۰۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص1107

۲۱۔ ڈاکٹر یونس اگاسکر، اُرْدُو کہاوتیں اور اُنْ کے سَماجی وَلِسانی پَہلُو، 1988ء، اے ون آفسیٹ پریس، دہلی ص30

۲۲۔ ڈاکٹر شریف احمد قریشی، اردو کہاوتیں، فروری2016ء، بک کارنر، جہلم ص24

۲۳۔ ڈاکٹر، شریف احمد قریشی، کہاوتیں اور ان کا حکایتی و تلمیحی پس منظر، 2003ء، خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ، ص12،13

۲۴۔ ڈاکٹر سیفی پریمی، کہاوت اور کہانی، 2005ء، لبرٹی آرٹ پریس، نئی دلّی، ص5

۲۵۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص332

۲۶۔ راج کشور، جدید پہیلیاں، 2013ء، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ص3

۲۷۔ شہباز حسین، پہیلیاں، 1994ء، اسکائی لارک پرنٹرز، نئی دہلی، ص3

۲۸۔ پروفیسر قمر رئیس مرتب 'اردو میں لوک ادب' 1990ء دی لکشمی پریس، نئی دہلی۔2 ص42

۲۹۔ راج کشور، جدید پہیلیاں، 2013ء، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ص6

۳۰۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص1337

۳۱۔ سیفی پریمی، ڈاکٹر 'ہمارے محاورے اور کہاوتیں' 1970ء، شمن پرکاشن جامعہ نگر، نئی دہلی، ص نمبر10

۳۲۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص920

۳۳۔ سیفی پریمی، ڈاکٹر 'ہمارے محاورے اور کہاوتیں' 1970ء، شمن پرکاشن جامعہ نگر، نئی دہلی، ص نمبر8

۳۴۔ڈاکٹر یونس اگاسکر، اُرُدُو کہاوتیں اور اُن کے سماجی وَلِسانی پہلُو، 1988ء، اے ون آفسیٹ پریس، دہلی ص 3

۳۵۔ میر بہادر علی حسینی، از نقلیات، 1966ء، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص نمبر 42

۳۶۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص 1272

۳۷۔ راج کشور، جدید پہیلیاں، 2013ء، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئ دہلی، ص 9

۳۸۔ مولوی، فیروزالدین، فیروزُاللُّغات۔ اُردو جامع، 2005ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ لاہور، ص 1217

۳۹۔ احمد جمال پاشا، فنِ لطیفہ گوئی اور پھڑکتے ہوئے لطیفے، 1967ء، نامی پریس لکھنؤ، ص نمبر 11

۴۰۔ گیان چند، ڈاکٹر، ادبی اصناف، 1989ء، گجرات اردو اکادمی، گجرات (انڈیا)، ص 124

۴۱۔ منٹو، سعادت حسن، 2009ء، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص 39